THE
SENATE OF PAKISTAN
DEBATES

OFFICIAL REPORT

Wednesday, August 04, 2010

(63rd Session)

Volume VII No.08

(Nos. 1-09)

CONTENTS

		Pages
1.	Recitation from the Holy Quran	1
2.	Questions and Answers…………………………………….	22-36

Printed and Published by the Senate Secretariat, Islamabad.

Volume VII No. 08 **SP. VII(08)/2010** 130

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Wednesday, August 04, 2010

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad at forty eight minutes past five in the evening with Mr. Acting Chairman (Mr. Jan Muhammad Khan Jamali) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اَعُوْذُبِاللہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيۡمِ

وَٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦٓ أُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلصِّدِّيقُونَ‌ۖ وَٱلشُّہَدَآءُ
عِندَ رَبِّہِمۡ لَهُمۡ أَجۡرُهُمۡ وَنُورُهُمۡ‌ۖ وَٱلَّذِينَ كَفَرُواْ وَكَذَّبُواْ بِـَٔايَـٰتِنَآ
أُوْلَـٰٓئِكَ أَصۡحَـٰبُ ٱلۡجَحِيمِ۔ ٱعۡلَمُوٓاْ أَنَّمَا ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَا لَعِبٌ۬ وَلَهۡوٌ۬
وَزِينَةٌ۬ وَتَفَاخُرُۢ بَيۡنَكُمۡ وَتَكَاثُرٌ۬ فِى ٱلۡأَمۡوَٲلِ وَٱلۡأَوۡلَـٰدِ‌ۖ كَمَثَلِ غَيۡثٍ
أَعۡجَبَ ٱلۡكُفَّارَ نَبَاتُهُ ۥ ثُمَّ يَهِيجُ فَتَرَٮٰهُ مُصۡفَرًّ۬ا ثُمَّ يَكُونُ حُطَـٰمً۬ا‌ۖ
وَفِى ٱلۡأَخِرَةِ عَذَابٌ۬ شَدِيدٌ۬ وَمَغۡفِرَةٌ۬ مِّنَ ٱللَّهِ وَرِضۡوَٲنٌ۬‌ۚ وَمَا
ٱلۡحَيَوٰةُ ٱلدُّنۡيَآ إِلَّا مَتَـٰعُ ٱلۡغُرُورِ۔

ترجمہ: اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لائے یہی اپنے پروردگار کے نزدیک صدیق اور شہید ہیں۔ ان کے لیے ان (کے اعمال) کا صلہ ہو گا اور ان (کے ایمان) کی روشنی اور جن لوگوں نے کفر کیا اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا وہی اہل دوزخ ہیں۔ جان رکھو کہ دنیا کی زندگی محض کھیل اور تماشا اور زینت (و آرائش) اور تمہارے آپس میں فخر (و ستائش) اور مال و اولاد کی ایک دوسرے سے زیادہ طلب (وخواہش) ہے۔ (اس کی مثال ایسی ہے) جیسے بارش کہ (اس

سے کھیتی اگتی اور) کسانوں کو کھیتی بھلی لگتی ہے پھر وہ خوب زور پر آتی ہے پھر (اے دیکھنے والے) تو اس کو دیکھتا ہے کہ (پک کر) زرد پڑ جاتی ہے پھر چورا چورا ہو جاتی ہے۔ اور آخرت میں (کافروں کے لیے) عذاب شدید اور (مومنوں کے لیے) اللہ کی طرف سے بخشش اور خوشنودی ہے۔ اور دنیا کی زندگی تو متاع فریب ہے۔ سورۃالحدید (آیات 20-19)

جناب قائم مقام چیئرمین: سب سے پہلے اسمٰعیل بلیدی صاحب کھڑے ہوئے ہیں، اسمٰعیل بلیدی صاحب. floor is with you آپ دیکھیں وہ کیا کہتے ہیں، کیا پتا ہے کہ وہ بھی اسی کی بات کر رہے ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے Minister صاحبان کی عدم توجہی کا یہ عالم ہے کہ دس دنوں سے Senate کا اجلاس چل رہا ہے، آج وہ کابینہ کے اجلاس کا بہانہ کرتے ہیں، اگر Senate کی افادیت اور importance یہی ہے تو خدارا اس اجلاس کو احتجاجاً ملتوی کریں اور وزیراعظم کو لکھیں کہ Senate کی کوئی ضرورت ہی نہیں ہے۔ یہ کیا مذاق ہے کہ یہاں پر ایک Minister بھی نہیں ہے اور Ministers کی ایک فوج بھرتی کی ہوئی ہے، 60 Ministers ہیں اور یہاں پر نہ Ministers of State ہیں، آپ اور نیر بخاری صاحب کی powers اتنی کم ہیں تو ہم آپ دونوں کو کہتے ہیں کہ آپ دونوں resign کر دیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ resign نہیں کریں گے؟ صرف میں اور بخاری صاحب resign کریں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: ہم بالکل کریں گے، ہم آپ کے ساتھ ہیں، آپ اس کا notice لیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اچھا۔ بات سنیں، مجھے کچھ بتانے دیں، House کو confidence میں لینے دیں، ایک منٹ دیں، میں صرف House کو بتا دوں۔ جی عدیل صاحب بھی یہی کہہ رہے تھے اور آپ بھی یہی کہنا چاہتے ہیں۔ میں یہ نہیں کہنے لگا تھا کہ کابینہ ہڑتال پر ہے یا رفو چکر ہو گئی ہے، میں صرف یہ کہنا چاہتا تھا کہ اس وقت کابینہ کی meeting چل رہی ہے، Prime Minister

flood hit علاقے میں گئے تھے، وہ late آئے ہیں، ان کی اس وقت بھی chit آئی ہے کہ ہم کابینہ میں ہیں، ہمارے لیے تھوڑی سی گنجائش رکھیں کہ تھوڑی دیر میں آئیں گے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: Ministers of State کابینہ کی meeting attend نہیں کرتے، ان کو House میں موجود ہونا چاہیے تھا، یہ کوئی excuse نہیں ہے کہ وہ کابینہ کی meeting میں ہیں، Ministers of State are not supposed to attend the meeting وہ کابینہ کی meeting میں بیٹھ بھی نہیں سکتے تو Ministers of State کہاں ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: میں situation بتا دوں، میں وہی بتانے لگا ہوں۔ حسیب خان صاحب! اس بات پر آتے ہیں، افسوس کرنے پر آتے ہیں۔ ایک منٹ سنیں تو سہی۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین! آپ rescue کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: Rescue نہیں کریں گے، ابھی تک کہیں بھی full fledge rescue operation نہیں ہوا۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب چیئرمین! آپ یہ کریں لیکن Ministers of State کابینہ کی meeting attend نہیں کرتے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بگٹی صاحب! میں آپ کی تسلی کے لیے کہتا ہوں کہ Federal Minister ملک سے باہر ہیں اور Minister of State کی اطلاع آئی ہے کہ میں کابینہ میں ہوں اور وہ rush back کر رہے ہیں، .he is in the Cabinet meeting

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! اس وقت کتنے Ministers of State meeting attend کر رہے ہیں؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جو ہمارے concerned ہیں، وہ تو کر رہے ہیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: وہ روایت برقرار رکھ رہے ہیں لیکن آپ اپنی روایات سے ہٹ رہے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں کیا کروں، آپ چاہتے ہیں کہ میں Ministers کو لنگوٹ بندھوا کر front role کراؤں، اچھا بات سنیں، ایک منٹ please ہم پہلے افسوس کر لیتے ہیں کیونکہ پشاور میں پھر ایک بہت بڑا سانحہ ہو گیا ہے۔ عبدالحسیب خان صاحب بات کر لیں پھر کابینہ پر آتے ہیں، عبدالحسیب خان صاحب بات کر لیں پھر آپ کریں۔ جی۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: ابھی F.C Commandant کی شہادت ہوئی ہے تو یہ ایک بہت اندوہناک حادثہ ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: خودکش حملہ ہوا ہے۔

سینیٹر عبدالحسیب خان: اس سے پہلے کہ ہم کراچی کی بات اور سب باتیں کریں کیونکہ حادثہ ابھی چار بجے ہوا ہے تو سب سے پہلے فاتحہ خوانی کی جائے اور اس کے بعد پھر کارروائی کی جائے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: گزشتہ دو دنوں کے اندر 63 لوگ شہید ہوئے ہیں، چلیں میں official figures پر جاتا ہوں، میں 100 پر نہیں جا رہا، 63 لوگ شہید ہوئے ہیں۔ جناب! اس وقت جو کراچی کی صورت حال ہے، وہاں پر main Karachi totally out of control ہے، وہاں پر صوبائی حکومت ہے اور نہ وہاں پر وفاقی حکومت ہے۔ آپ جب تعزیت کر رہے ہیں تو اس کے ساتھ ساتھ کراچی کی killings کی بھی تعزیت کریں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صحیح بات ہے۔ عباسی صاحب! ہم نے کل ہر رخ کو دیکھتے ہوئے اس House میں عبدالخالق پیرزادہ سے اپنے گناہوں کی بھی معافی مانگی ہے۔ جی حاجی عدیل صاحب۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: جیسا کہ مجھ سے پہلے عبدالحسیب صاحب نے فرمایا، واقعی آج ایک بہت بڑا المناک حادثہ ہوا ہے ہمارا ایک نہایت قابل Officer, پختونخوا کا ایک قابل سپوت، police کا ایک اعلیٰ افسر، نہایت نڈر، بے باک اور ایماندار افسر جو آج کل Inspector General Frontier Constabulary کے فرائض انجام دے رہا تھا جب وہ اپنے دفتر سے نکلا تو ایک خودکش حملہ آور نے ایک taxi میں اس پر حملہ کیا اور وہ شہید ہو گئے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ان کے ساتھ guards 4 بھی شہید ہو گئے ہیں۔

سینیٹر حاجی محمد عدیل: وہ بھی شہید ہوئے ہیں اور دس کے قریب شہری زخمی ہو گئے ہیں۔ میں چاہتاہوں کہ اس موقع پر ہم اپنے رنج و غم کا اظہار کریں اور ان کے لیے یہ پورا House دعا کرے، یہ تیسرے اعلیٰ police افسر ہیں،ایک ملک صاحب اور ایک دوسرے D.I.G صاحب تھے جو اس دہشت گردی کا شکار ہوئے ہیں۔ ویسے تو ہمارے صوبے میں police کے کئی افسران اور ہزاروں کی تعداد میں سپاہی دہشت گردی کا شکار ہو چکے ہیں۔ میں استدعا کروں گا کہ ان کے لیے فاتحہ خوانی کرائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: غلام علی صاحب! آپ بھی کچھ کہنا چاہتے تھے، بلور صاحب بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں اور پھر Leader of the Opposition بات کریں گے۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: جناب! بات آگئی ہے، دیکھیں آپ پھر Ministers کو bail out کر رہے ہیں، بات سامنے آگئی ہے، آپ ان کے لیے فاتحہ کروالیں۔ جیسے ڈاکٹر صاحب اور حاجی عدیل صاحب نے تجویز دی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل لیکن وہ بھی اسی واقعے پر اظہار کرنا چاہتے ہیں۔ غلام علی صاحب پشاور کے Mayer رہے ہیں، ان کی واسطہ داری ہے، الیاس بلور صاحب پشاور کے ہیں، Leader of the Opposition بھی بات کرنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر شاہد حسن بگٹی: اگر آپ Ministers کے انتظار کے لیے اس طرح وقت گزارنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نہیں، نہیں وقت نہیں گزارنا چاہتا، میں جب comment کروں گا تو پھر آپ سن لیں گے۔ جی غلام علی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں کیونکہ آج ایک بہادر افسر شہید ہو گئے ہیں۔

سینیٹر غلام علی: اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ آج ہمارے ایک بہت بہادر، نڈر اور ایماندار Officer شہید ہوئے ہیں لیکن میری یہاں پر تجویز یہ ہو گی کہ میرے تمام ساتھیوں نے اپنے اپنے دل کا دکھ اور درد بیان کیا۔ میرا خیال ہے کہ اگر ہم اس ایوان کی کارروائی کو فاتحہ خوانی میں تبدیل کریں تو یہ ملک و قوم کے ساتھ زیادتی ہو گی، ہم یہ فاتحہ خوانی کریں یا مسجد میں جا کر ان کے لیے دعا

کریں، نوافل پڑھیں، وہ میرے بھائی اور سب سے زیادہ قریبی دوست تھے، ان کے لیے ہمارا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ اس ایوان کو 17 کروڑ عوام نے طاقت اور قوت اس لیے نہیں دی کہ آپ آ کر فاتحہ خوانی کریں۔ خدارا آپ اس مسئلے پر بحث کریں اور اس مسئلے کے حل کی طرف جائیں، دنیا میں کیا ہو رہا ہے، ساری دنیا سڑکوں پر جس حالت میں پھر رہی ہے، وہ تو اس بات سے بے خبر ہیں لیکن ہمارے ملک میں پختونخوا آگ میں جل رہا ہے، ہمارے فوجی جوان اور عوام مارے جا رہے ہیں، ان کی املاک تباہ ہو رہی ہیں۔ ہم گزشتہ دس سال سے سن رہے ہیں کہ کراچی میں target killing ہو رہی ہے۔ یہ کیسی حکومت، کیسی intelligence agencies اور کیسی صوبائی حکومت ہے کہ آج تک ایک مجرم کو بھی سامنے نہیں لائے۔ میرے خیال میں اس کو حکومت کہنا شرم کی بات ہے، ہمیں چاہیے کہ ہم اس پر بحث کریں، ہمارا ملک تباہی کی طرف جا رہا ہے، اس میں ہم سب کو اپنا role ادا کرنا ہے، اس کو تباہی سے بچانا ہے اور اگر ہم نے صرف فاتحہ خوانی کرنی ہے تو پھر میرے خیال میں قوم کو اس ملک کو بچانے کے لیے لوگوں کو منتخب کرنا چاہیے۔ ہمیں فاتحہ خوانی مسجد میں بیٹھ کر کرنی چاہیے۔ میں کہتا ہوں کہ آئیے! اس چیز پر بحث کریں کہ یہ کیوں ختم نہیں ہو رہی اور اس پر سوچیں کہ ہم دو سالوں سے دہشتگردی کے نام پر جو کچھ کر رہے ہیں کیا اس جنگ کی وجہ سے دہشتگردی میں اضافہ ہوا ہے یا کمی ہوئی ہے۔ ہم یہ کس لیے کر رہے ہیں اور کس کے کہنے پر کر رہے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: غلام علی صاحب! یہ تقاریر بعد میں ہوں گی۔ میری اور آپ کی سوسائٹی میں پہلے افسوس کیا جاتا ہے اور پھر دنیاوی بات کی جاتی ہے۔ جی الیاس بلور صاحب۔

سینیٹر الیاس احمد بلور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں انتہائی دکھ کے ساتھ اسی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے کہوں گا کہ ہمارے خیبر پختونخوا میں صفوت غیور صاحب بہت قابل D.I.G rank کے آفیسر تھے، وہ خود frontline پر کھیلنے والے تھے، وہ ہر مشن کو خود lead کرتے تھے۔ آج T.V. بھی دکھا رہا تھا کہ جو بھی آپریشن ہوتا تھا وہ خود lead کرتے تھے۔ ان جیسے لوگوں کو چن چن کر شہید کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس طریقے سے کراچی میں target killings ہو رہی ہیں، یہ ہمارے ملک کے لیے تباہی کا باعث ہے۔ غلام علی صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ کراچی میں target killings ہو رہی ہیں، خیبر پختونخوا میں جو قیامت مچی ہوئی ہے، آخر اس کا انجام کیا ہو گا؟ وزیر داخلہ صاحب تسلی دے کر، ایک بیان دے کر چلے جاتے ہیں اور پھر وہ نظر نہیں آتے۔ اس دن وزیر داخلہ صاحب نے بیان دیا کہ کراچی

میں سپاہ صحابہ involve ہے اور وہاں سے ہمیں غوری صاحب نے صاف کہہ دیا کہ ANP involve ہے اور ANP کے لوگوں کی killings شروع کر دی گئیں۔ خدا کا خوف کریں، اس ملک پر رحم کریں، یہ ملک کب تک اس طرح چلتا رہے گا؟ مجھے تو نظر نہیں آتا کہ اس طریقے سے یہ ملک رہے گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد (قائد حزب اختلاف): جناب والا! ہمیں بہت ہی اندوہناک اور دردناک خبر ملی کہ صوبہ پختونخوا کے ایک بہت اچھے آفیسر، صفوت غیور صاحب جن کی بہت اچھی شہرت اور بہت اچھا اخلاق تھا، ان کو شہید کر دیا گیا۔ یہ کوئی پہلا واقعہ نہیں ہے، اس سے پہلے بھی اس قسم کے واقعات پشاور، کراچی اور کوئٹہ میں ہورہے ہیں لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ایک پولیس آفیسر اس طرح شہید کر دیا جائے، یہ ایک بہت بڑا security and intelligence failure ہے، اگر ایک پولیس آفیسر جو کہ I.G. and D.I.G rank کا ہے اس کو کوئی ٹیکسی میں آکر اس طرح مار کر چلا جاتا ہے اور کچھ پتا نہیں چلتا تو آپ یہ سوچیں کہ ایک عام آدمی پاکستان میں کیا تحفظ محسوس کرے گا، اس کی زندگی کس کرب میں گزر رہی ہے۔ ہمیں بے حد افسوس ہے اور ہم ان کے خاندان، لواحقین، دوستوں اور تمام صوبے والوں کے ساتھ تعزیت کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پختونخوا اور مرکزی حکومت کو اس پر سوچنا چاہیے کہ ان ساری چیزوں کا کیا حل ہے۔ ان کی security agencies کیوں completely fail ہو گئی ہیں؟ کچھ دن پہلے وہاں کے وزیر میاں افتخار صاحب کے گھر حملہ ہوا جبکہ وہاں لوگ تعزیت کے لیے آرہے تھے۔ کس کو نہیں پتا تھا کہ یہاں پر ہجوم ہوگا اور ہر قسم کے لوگ آئیں گے، وہاں پر واقعہ ہو جاتا ہے۔ یہ تو اچھا ہوا کہ وہاں شروع میں ہی اسے روک لیا گیا اور ہمارے پولیس کے کچھ لوگ شہید ہو گئے اور اگر وہ آگے جاتا تو زیادہ نقصان ہوتا۔ یہ قابل ستائش ہے کہ ان لوگوں نے روکا اور بہادری کا مظاہرہ کیا لیکن یہ بہت بڑا security and intelligence failure ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کے محکمے کے لیے کچھ کرنے کی ضرورت ہے، security کو beef up کرنے کی ضرورت ہے، کوئی نئی strategy and policy بنانے کی ضرورت ہے۔ میرے خیال میں یہ بہت ہی اہم ہو گا کہ آپ اس طرف توجہ دیں کہ اس کا حل تلاش کیا جائے، بجائے اس کے کہ ہم روزانہ یہ واقعات سنتے ہیں اور پھر بیٹھ کر فاتحہ کرتے ہیں۔ بہت ہی افسوس ہوا ہے، بہت اچھے آفیسر تھے، اللہ تعالیٰ ان کی

مغفرت کرے۔ میرے پاس ان کی تعزیت کے لیے الفاظ نہیں ہیں لیکن اس سے بڑا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: طلحہ محمود صاحب۔ ان کے بعد حافظ رشید صاحب اور پھر اسحاق ڈار صاحب، تھوڑا تھوڑا comments کریں پھر دعا مانگ لیتے ہیں۔

سینیٹر محمد طلحہ محمود: جناب چیئرمین! میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ آج جو حادثہ پیش آیا ہے یہ بہت بڑا حادثہ ہے۔ وہ پولیس آفیسر یا جو بھی تھے، میں اس کی detail میں نہیں جاؤں گا، میں یہ جانتا ہوں کہ وہ ہمارے ملک کا شہری، ہمارا بھائی تھا، جو کچھ ہوا ہمیں اس پر بہت افسوس ہے۔ میں اس موقع سے فائدہ اٹھا کر دو تین باتیں کرنا چاہوں گا کہ کراچی میں جو کچھ ہو رہا ہے اور پورے پاکستان میں جو کچھ ہو رہا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اب اپنی خارجہ اور داخلہ پالیسی پر سوچنا ہو گا، ہمیں اپنی پالیسیوں کو تبدیل کرنا ہوگا، پورا ملک بدامنی کا شکار ہے اور جس طریقے سے یہ casualties ہو رہی ہیں یہ ایک نہ ختم ہونے والا سلسلہ ہے اور بڑھتا جا رہا ہے۔ جیسے ابھی حاجی صاحب نے بات کی کہ یہ پارلیمنٹ کس لیے ہے، یہ پارلیمنٹ اسی لیے ہے کہ ہمیں ایسی policies بنانی ہیں کہ جن کے تحت ہم ان سارے معاملات کو کنٹرول کر سکیں۔ آج جو معاملہ ہے یہ کوئی نیا نہیں ہے، اس طرح کے سینکڑوں واقعات ماضی میں ہو چکے ہیں اور مستقبل میں بھی ہمیں نظر نہیں آرہا ہے کہ یہ سلسلہ رک جائے گا۔ میں ایک چیز کے بارے میں آپ کو بتانا چاہوں گا کہ ہمیں اپنی forces اور intelligence نظام کو مضبوط کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلام آباد میں ساڑھے چار سو کانسٹیبل اور ایک سو گیارہ ASI کی آسامیوں کے لیے call letter جاری کیے گئے، پورے پاکستان سے 75000 candidates اسلام آباد آئے، ان کی selection ہوئی، سب کچھ ہونے کے بعد ساڑھے پانچ سو بچے select ہوئے تھے مگر اس معاملے کو روک دیا گیا جبکہ اسلام آباد پولیس کو اس وقت اپنی strength زیادہ کرنے کی ضرورت ہے۔ میں نے صرف اسلام آباد کی example دی ہے، پورے پاکستان میں ہمیں اپنی police and paramilitary forces کی ضرورت ہے، ان کے equipments اور باقی معاملات کو priority دینے کی ضرورت ہے، اگر ہم ان کو priority دیں گے تو ہماری معیشت بھی مضبوط ہو گی اور ہمارے باقی ضروری مسائل بھی حل ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ حافظ رشید صاحب۔

سینیٹر حافظ رشید احمد: شکریہ جناب چیئرمین! آپ نے مجھے ملک کے ان پرآشوب اور دلخراش حالات پر بولنے کا موقع فراہم کیا۔ جب بلوچستان میں حبیب جالب صاحب شہید ہوئے تھے تو اس پر جو debate ہوئی تھی اس موقع پر میں نے یہ کہا تھا کہ خدارا اس مسئلے کا کوئی حل ڈھونڈیں۔ جناب چیئرمین! اس وقت آپ chair کر رہے تھے اور میں نے کہا تھا کہ ہمارے فاٹا کے لوگوں کی پنڈی میں ادھر ادھر target killing ہو رہی ہے۔ میں ہر موقعے پر بات کرتا ہوں لیکن آپ کے knowledge کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں بلکہ میرے کچھ تحفظات ہیں۔ وزیرداخلہ صاحب یہاں آکر ہر موقع پر کہتے ہیں کہ یہ طالبان کر رہے ہیں، سپاہ صحابہ والے کر رہے ہیں۔ میں صاف بات کرتا ہوں کہ اس چیز پر میرے تحفظات ہیں، اس کے میں دو مطلب لیتا ہوں، ایک مطلب تو جان چھڑانا ہے کہ یہ کہہ دیا جائے کہ یہ طالبان یا سپاہ صحابہ والے کر رہے ہیں، اس دن بھی وہ اپنی تقریر میں کالعدم کے الفاظ استعمال کر رہے تھے۔ دوسرا میں اس کا یہ مطلب لیتا ہوں کہ خیر ہے کوئی بات نہیں ہے جب طالبان یا سپاہ صحابہ والے کرتے ہیں تو خیر ہے، جانے دیں یہ تو ہمارے اپنے لوگ ہیں۔ اس طرح سے ہمیں سمجھایا جاتا ہے۔

حاجی غلام علی صاحب نے جو بات کی میں ان کی تائید کرتا ہوں کہ آخر ہم کب تک یہ باتیں کرتے رہیں گے کہ فلاں کر رہا ہے، یہ کر رہا ہے، وہ کر رہا ہے۔ فاٹا کے ساتھ تو بہت زیادتی ہو گئی ہے لیکن آپ لوگ ٹس سے مس نہیں ہو رہے۔ فاٹا میں جو ہو رہا تھا تو آپ لوگوں کے ذہن میں کچھ نہیں آرہا تھا لیکن یہ اچھی بات نہیں ہے کہ اب یہ چیز دوسرے علاقوں میں پھیل رہی ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ خدارا اس کا کوئی حل نکالیں، آپ کے Parliamentarians, Senators, MNAs, پولیس والا، فوجی یا بچہ کوئی محفوظ نہیں ہے۔ آئے روز اغواء برائے تاوان ہو رہے ہیں۔ یہ کس طرح کا ملک ہے، میں تو حیران ہوں ملک تو اس طرح نہیں ہوتے۔ میرے خیال میں لوگ ناکام ریاست کی بات کرتے ہیں تو صحیح کرتے ہیں۔ میں جب ساری دنیا پر طائرانہ نظر دوڑاتا ہوں تو اس طرح ناکام ریاست کا منظر کہیں بھی نظر نہیں آرہا۔ یہ بہت افسوسناک بات ہے اور مجھے اس کا دکھ ہے اور اس کے لیے ہم سب کو مل کر سوچنا چاہیے اور اس کا کوئی حل نکالنا چاہیے۔ جناب رحمٰن ملک کی یہ بات بالکل غلط ہے۔ میرے اس پر تحفظات ہیں کہ یہ سب کچھ طالبان کرتے ہیں۔ جو ہمارے دشمن ہیں اور جن کی وجہ سے ہم یہ سب کچھ

بھگت رہے ہیں۔ ہماری جو پالیسیاں ہیں، جو ہمارے غلط طریقے ہیں ان سے اپنے آپ کو نکالنا ہے، غلط پالیسیوں سے اپنے آپ کو نکالنا ہے اور دوسرے لوگوں کے لیے ہم جنگ نہ لڑیں۔ اپنے ملک کے مفاد کا خیال کریں، اپنے اور اپنے بچوں کے لیے سوچیں۔ میری آپ سے یہی درخواست ہے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہم سب کو اس کا احساس ہے۔ جی اسحاق ڈار صاحب۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: شکریہ جناب چیئرمین! انتہائی دکھ اور افسوس کے ساتھ میں بھی اپنے تمام ساتھیوں کو join کرتا ہوں کہ ابھی پچھلے دو گھنٹوں میں پشاور میں جو واقعہ ہوا ہے، وہ قابل مذمت ہے اور clear failure ہے۔ آپ دیکھیں کہ وہ ایسا علاقہ نہیں جہاں بہت زیادہ عوام کی آمدورفت ہو۔ حاجی صاحب بہتر سمجھتے ہیں اور چند ہی قدم کے فاصلے پر پریس کلب ہے اور وہاں اس واقعہ سے تھوڑی دیر بعد وزیر داخلہ پریس کانفرنس کرنے والے تھے۔ آپ دیکھیں کہ جنہوں نے یہ کیا ہے ان کا plan کتنا precise ہے اور یہ security failure ہے۔ یہ ایک message ہوتا ہے جو نیچے ان کے Subordinates ہیں ان کو ایسی چیز discourage کرتی ہے۔ ایک routine بن گئی ہے۔ میں بالکل اپنے بھائی سے متفق ہوں کہ ایک واقعہ ہوتا ہے اس کے بعد یہاں قرارداد ہوتی ہے اور میرا خیال ہے ہر Ministry نے stereo type اور خصوصاً چند وزیروں نے اپنے PS کو یہ message دیے ہوئے ہیں کہ ٹی وی پر پٹی چلا دو اور پھر مذمتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ پھر کہا جاتا ہے کہ ہم ان کو کیفر کردار تک پہنچا دیں گے۔ مجھے بتائیں اس سال میں اب تک کئی سو واقعات ہو چکے ہیں تو کتنے کیفر کردار تک پہنچے ہیں؟ جناب! ہم بحیثیت قوم سوئے ہوئے ہیں۔ حکومت مہربانی کرکے اس کا تدارک کرے اور where is NCTA جو National Counter Terrorism Authority کا ایک hike پورے ملک میں create کیا گیا ہے کہ ہم اس کے ذریعے سے نمٹیں گے وہ سو رہی ہے۔ وہ صرف papers میں ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: NCTA کا افسر استعفیٰ دے کر چلا گیا ہے۔

سینیٹر محمد اسحاق ڈار: وہ جو NCTA ہے خدا کے لیے اس کو شروع کریں۔ جو بات میں نے کی ہے یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے لیکن چونکہ دنیا میں وہ بھی یہی کچھ face کر رہے ہیں UK, USA نے face کیا ہے تو luckily میں کہوں گا کہ ہمارے پاس model موجود ہیں۔ ہمارے پاس ان کا Organizational structure موجود ہے اور اسی کو دیکھتے ہوئے ہم نے National

Counter Terrorism Authority کے قیام کا فیصلہ کیا تو وہاں بھی territorial jurisdiction وہی bureaucracy اور وزیروں کے دماغ میں تھی جب وہ کہتے ہیں کہ اس کا advisory role ہو گا اور اس سے آگے کام نہیں کریں گے تو خدا کے لیے جو کچھ بنایا ہے اس پر عمل درآمد کرو۔ کئی مہینے ہو گئے ہیں NCTA,NCTA ہو رہا ہے اور وہ ابھی کاغذوں میں ہے اس کا کوئی organizational chart نہیں ہے، اس پر کوئی policy plan نہیں ہے اور اس پر کوئی عمل درآمد نہیں ہے۔ یہ ایک rituals ہیں، وہاں یہ ہو گیا، ٹی وی پر پٹیاں چل گئیں اس کے بعد امداد کا اعلان ہو گیا، یہ کافی نہیں ہے۔ Sir, this is a serious challenge اگر ہم متحد اور ایک قوم ہو کر اس سے نہیں نمٹیں گے تو خدانخواسطہ ہمارے ملک کی بقاء کو بہت زیادہ نقصان پہنچ سکتا ہے۔ میں آپ کے توسط سے گزارش کرتا ہوں، قائد ایوان تشریف رکھتے ہیں، وہ حکومت کو کہیں کہ خدارا! NCTA جو اس وقت کاغذوں میں ہے اس کو فعال کریں تاکہ اس کا کوئی حل نکل سکے۔ ابھی تو ہمارا one step ہے جو اس کو روکنے کے لیے لینا ہے۔ اس کے پاس جادو کی چھڑی نہیں ہو گی کہ جوں ہی آپ نے NCTA کو فعال کیا اور ساری دہشت گردی یہاں سے ختم ہو جائے گی۔ It will be a signal اور کم از کم کام شروع ہو جائے گا۔ میں آپ کے توسط سے یہی عرض کروں گا کہ مہربانی کر کے جلد سے جلد National Counter Terrorism Authority کو operative کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ جی طاہر مشہدی صاحب۔ ان کے بعد ظفر علی شاہ صاحب۔ پھر قائد ایوان ہمیں بتائیں گے۔ صالح شاہ صاحب بھی کچھ کہنا چاہ رہے ہیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) سید طاہر حسین مشہدی: Thank you very much sir. میں بھی اپنی آواز اپنے بھائیوں کے ساتھ ملانا چاہتا ہوں۔ یہ جو بے حد افسوسناک condemnable, barbarians, ملک دشمن، اسلام دشمن، انسانیت کے دشمنوں نے ایک بہت بہادر، اچھا، ایماندار پولیس آفیسر جو کہ آج کل کمانڈنٹ ایف سی پشاور تھے، صفت غیور صاحب کو شہید کیا ہے، اس کے لیے ہم بھی ان کے خاندان سے اور خیبر پختونخوا کے بھائیوں کے ساتھ غم میں برابر کے شریک ہیں کہ ہمارا اپنا ایک بہت پیارا بیٹا آج پھر دہشت گردوں کے ہاتھوں شہید ہوا ہے۔ جوان آدمی، اس کی پوری زندگی اس کے آگے تھی اور اس نے اپنی بہت خدمات پاکستان کو دینی تھیں، دی بھی تھیں اور آج ہم میں نہیں ہے۔ جیسا کہ میرے ساتھیوں نے کہا میں بالکل agree کرتا ہوں یہ intelligence

اور یہ پوری قوم، حکومت پاکستان اور صوبائی failure, law enforcing agencies failure حکومتوں سے لے کر ہمارے جتنے بھی law enforcement institutions ہیں سب کا failure ہے۔ یہ صرف خیبر پختونخوا میں ہی نہیں ہوتا ہمارے بہت ہی senior leader میاں افتخار صاحب کے صاحبزادے حال ہی میں شہید ہوئے اور اس کے علاوہ آپ دیکھیں کے ہر جگہ اس قسم کی دہشت گردی ہو رہی ہے۔ خیبر سے لے کر کراچی تک ہو رہی ہے اور جو دہشت گرد ہیں وہ کھلے گھوم رہے ہیں، آج تک کسی بھی دہشت گرد کو نہ پکڑا گیا ہے، نہ اس پر کوئی کارروائی کی گئی ہے اور یہ ایسی چیز ہو گئی ہے کہ جس سے پاکستانی سوسائٹی میں cancer آ گیا ہے، جب تک surgeon اس کا operation نہیں کریں گے تب تک یہ cancer ہماری سوسائٹی سے نہیں نکلے گا اور حکومت کو چاہیے کہ اب یہ دیکھ کر کہ پاکستان کی عوام ہر قسم کی دہشت گردی سے بالکل تنگ آ گئی ہے، چاہے کوئی بھی ہو جب تک criminal کو criminal نہیں مانا جائے گا، جب تک دہشت گرد کو دہشت گرد نہیں سمجھا جائے گا اور اس پر اسی طرح operation نہیں کیا جائے گا اور اسی طرح پکڑ کر قانونی طور پر ان کو سزا نہیں ملے گی تب تک اس قسم کے action ہوتے رہیں گے اور ہم فاتحہ کرتے اور آنسو بہاتے رہیں گے۔ میں حکومت سے اس اپیل کے ساتھ کہ enough is enough اب وقت آ گیا ہے کہ اس کو ہم بہت seriously لیں۔ دہشت گردی اب ہمارے ملک میں بالکل حکومت کے اوپر بھی آ گئی اور ہماری اپنی انسانیت کے اوپر بھی آ گئی ہے اور ابھی پاکستان کو ایسے challenge کر رہی ہے کہ اگر پاکستان ایک دم united نہیں ہوا اور one point agenda پر نہیں آیا کہ دہشت گردوں کو ختم کرنا ہے چاہے وہ کہیں بھی ہوں تو پھر ہمارے بچوں کے لیے جو سامنے نظر آتا ہے، بہت دکھی نظر آتا ہے۔.Thank you sir

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you جی ظفر علی شاہ صاحب۔

سینیٹر سید ظفر علی شاہ: جناب چیئرمین! شکریہ۔ دہشت گردی آج پھر پاکستانی حکومت اور پاکستانی قوم پر ایک بہت بڑا طمانچہ مار کر گزر گئی اور ہم پھر آنے والے کل کا انتظار کریں گے کہ کل بھی، اللہ نہ کرے ایسا کوئی واقعہ پیش آئے۔ جو کچھ پچھلے دس سال سے پاکستانی قوم اور اس ملک کے ساتھ ہو رہا ہے، ہماری Armed Forces کے جوان، رینجرز کے جوان، فرنٹیئر کانسٹیبلری، پولیس، law enforcing agencies اور کونسی چوکی، کونسا تھانہ، کونسا اڈا، کونسا دفتر اس سے محفوظ رہ پائے، حتیٰ کہ GHQ تک terrorism کا شکار ہو چکے ہیں۔ پاکستانی قوم War against Terrorism میں

frontline پر پوری مہذب دنیا کی ڈھال بنی ہوئی ہے۔ جس مہذب دنیا کی ڈھال بنی ہوئی ہے، وہ مہذب دنیا اور Friends of Pakistan بھی آج پاکستان کو اسی طرح، اسی طرز سے اور اسی ڈھج سے دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج کی جان بھی بہت قیمتی تھی جو چلی گئی۔ اس سے پہلے بھی بے شمار جانیں گئیں۔ میں حاجی صاحب سے بالکل اتفاق کرتا ہوں، آپ نے ٹھیک کہا کہ یہ ہمارے کلچر اور مذہب میں ہے۔ دعائیں ہم گھروں اور مسجدوں میں بھی کرتے ہیں لیکن پاکستان کی پارلیمنٹ جس کو ہم supreme کہتے ہیں اور supreme کرنا چاہتے ہیں، ایسا لگتا ہے کہ یہ اب فاتحہ خوانی کا کلب بن کر رہ گئی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ میں فاتحہ خوانی ہوتی ہے اور حکومت لاشوں کے پیسے تقسیم کرنے پر لگی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! یہاں پر ابھی کہا گیا کہ اس کا حل نکالا جائے۔ اس کا حل کون نکالے گا؟ ابھی پچھلے دنوں جب پنجاب میں دہشت گردی ہوئی تو پاکستان مسلم لیگ کے قائد اور پاکستان کے صفحۂ اول کے politician میاں نواز شریف صاحب نے حکومت کو کھلا cheque دیا کہ خدارا، اس پر ایک All Parties Conference بلائیں۔ یہ ایک serious مسئلہ ہے پاکستانی قوم کے لیے اور جس پر اسی دن پاکستان کے Prime Minister اور Chief Executive نے response کیا، وعدہ کیا، قوم سے کہا کہ ہاں اس پر APC ہوگی۔ جناب چیئرمین! میں آپ کی وساطت سے پوچھ سکتا ہوں کہ وہ APC کہاں گئی، وہ اجلاس کدھر گیا، وہ غور و فکر کدھر گیا، وہ seriousness کدھر گئی۔ جناب چیئرمین! ہم تو مذاق بن کر رہ گئے ہیں۔ یہ جو پچھلے دس سال کی war اور اس کے حل کی بات کرتے ہیں، اس میں کوئی لمبی چوڑی فلاسفی نہیں ہے۔ آج میں آپ کی وساطت سے مطالبہ کروں گا، اگر واقعی پاکستان کی پارلیمنٹ سنجیدہ ہے تو قطع نظر اس کے کہ کون سا رکن کس جماعت کا ہے، کون سا رکن کس طرف بیٹھا ہوا ہے، دائیں بیٹھا ہوا ہے یا بائیں بیٹھا ہوا ہے، میں Joint Session of the Parliament کی بات کر رہا ہوں، حکومت ایک Joint Session بلائے۔ اس وقت تک اجلاس ہوتا رہے جب تک ہم اپنی حکومت کو یہ باور نہ کرالیں کہ خدارا، پاکستان کی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔ میں یہ نہیں کہہ رہا کہ آپ دنیا کے ساتھ دوستانہ تعلقات توڑ دیں، دنیا کے ساتھ سفارتی تعلقات توڑ دیں لیکن خدارا! پاکستان کی خارجہ پالیسی کو review کریں۔ جب تک آپ اس کو review نہیں کریں گے، بات نہیں بنے گی۔ آپ کی اس democratic government سے پہلے ایک مضبوط حکومت تھی چونکہ ہمیشہ

military government کو یا martial law کی حکومت کو مضبوط حکومت کہا جاتا ہے، وہ بھی ناکام ہو گئی، وہ بھی fail ہو گئی، اور خدا نہ کرے، آج اگر democratic حکومت بھی fail ہو گئی تو یہ قوم کدھر جائے گی، ہم کدھر جائیں گے، یہ ملک کدھر جائے گا؟ جو civilized اور ترقی یافتہ ممالک ہیں، وہ تو شاید جی لیں لیکن ہمارا کیا بنے گا۔ ہمیں ایک تو خدائی آفتوں نے لیا ہوا ہے اور خدائی آفتیں بھی ویسے نہیں آیا کرتیں۔ خدائی آفتیں بھی تبھی آتی ہیں، جب اللہ تعالیٰ کی ذات دیکھتی ہے کہ میرا نائب میرے احکامات کی خلاف ورزی کررہا ہے۔ وہ جو میرا نائب ہونے کا دعویدار ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ اس سرزمین پر اللہ تعالیٰ کے احکامات کی روشنی میں اس کے عوام کے دکھ سکھ میں شریک ہوں۔

آپ خدارا، سپیکر صاحبہ سے، حکومت سے، حزبِ اختلاف سے یہ کہیں، اگر یہ پارلیمنٹ اپنی حکومت کو صحیح راستہ دکھانے میں fail ہو گئی تو ہم اسی طرح روتے دھوتے رہیں گے، فاتحہ خوانی کریں گے اور خدا رحم کرے اس ملک کا پتا نہیں کیا حال ہو گا۔ بہت شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: صالح شاہ صاحب۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العالمین، والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و خاتم النبیین۔ محترم جناب چیئرمین صاحب! بہت دیر کے بعد میں چند معروضات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب بھی میں اس House میں بیٹھتا ہوں اور دوسرے ساتھیوں کی تقاریر سنتا ہوں تو دل میں یہ چاہت، یہ شوق نہیں پیدا ہوتا کہ میں اپنی قوم کے بارے میں، اپنی قوم کے مستقبل کے بارے میں اس floor پر کچھ بھی عرض کروں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب تک میں یہ تمیز نہیں کرسکا کہ آیا یہ House ہے یا مسجد ہے۔ مسجد اور House کی تمیز مجھے اب تک معلوم نہیں ہوسکی۔ ایک تو میری گزارش ہے کہ اس میں تمیز کرنی چاہیے کہ یہ پارلیمنٹ ہاؤس ہے یا مسجد ہے۔

میری دوسری گزارش یہ ہے کہ اس دہشت گردی کے عنوان پر گزشتہ دس سالوں سے پاکستان کا مقدر چل رہا ہے۔ جناب چیئرمین! ایک ہے نظامِ غیبی اور دوسرا ہے نظامِ ظاہری۔ یہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں، ہم نظامِ ظاہری کے مطابق کہہ رہے ہیں، حکومت کے security انتظامات کمزور ہیں، حکومت کے خفیہ ادارے کمزور ہیں، حکومت کی پولیس کمزور ہے، فلاں اچھا نہیں، فلاں ایسا نہیں اور

ویسا نہیں۔ دوسری چیز ہے نظامِ غیبی۔ اللہ تعالیٰ کا جو نظامِ غیبی ہے، اس کی طرف ہمارے کسی parliamentarian کی سوچ نہیں جاتی کہ ہم نظامِ غیبی کا کہاں تک خیال رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہ جو کچھ ہو رہا ہے، اس کی ذمہ داری، اس کی مسئولیت ان پانچ طبقات پر عائد ہوتی ہے۔ سب سے پہلے پیپلز پارٹی، جمعیت علمائے اسلام، ANP, MQM اور ہمارے GHQ والے۔ یہ پانچ طبقات ان حالات میں مسئولیت کے مقام پر ہیں۔ جناب چیئرمین! جب ہم یہ کہتے ہیں کہ پارلیمنٹ سپریم ہے، تو جو قرارداد پارلیمنٹ میں پاس ہوئی اور اس میں تمام سیاسی جماعتیں شریک تھیں، اس قرارداد پر تاحال عمل نہیں ہوا۔ کیا یہ House چاہتا ہے کہ اس قرارداد پر عمل کیا جائے؟

دوسری بات یہ ہے کہ جیسا کہ ہمارے دوست حافظ رشید صاحب نے فرمایا، وزیرستان سے لے کر باجوڑ تک، ہمارے غریب، لاچار اور بے بس قبائل پر جتنا ممکن ہوسکتا ہے، مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ جیٹ طیاروں کی بمباری، گن شپ ہیلی کاپٹروں کی بمباری اور ڈرون حملے ان بے چاروں پر ہو رہے ہیں۔ کیا ان میں ایک بھی بندہ ایسا نہیں ہوگا جو مظلوم ہوگا اور اسی مظلوم کی فریاد اللہ تعالیٰ نے سن لی ہوگی؟ کیا ان تمام قبائل میں، وزیرستان سے لے کر باجوڑ تک ایک بندہ بھی ایسا نہیں ہوگا؟ میں خدا کی قسم اٹھا کر یہ گواہی دیتا ہوں کہ وزیرستان سے لے کر باجوڑ تک بہت سے بے گناہ لوگ مارے گئے، بمباری میں شہید ہوگئے، ڈرون حملوں میں شہید ہوگئے۔ جو دہشت گرد ہے اس کی میں اس floor پر مذمت کرتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ دہشت گردی کا خاتمہ ہو لیکن یہ نہیں کہ دہشتگردی کا بہانہ بنا کر بے قصور مسلمانوں اور بے قصور پاکستانیوں کو نشانہ بنایا جائے۔ ان کے گھروں، مکانات، شہروں اور بستیوں کو مسمار کیا جاتا ہے اور بہانہ دہشتگردوں کا بنایا جاتا ہے کہ یہاں پر دہشتگرد موجود ہیں۔

جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے دوست احباب نے فرمایا کہ جب سے یہ دہشتگردی کی لعنت شروع ہوئی ہے، آج تک ایک دہشتگرد کو بھی سزا نہیں دی گئی اور ایک بھی دہشت گرد نہیں پکڑا گیا۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ دہشتگرد سرے سے پاکستان میں ہیں ہی نہیں۔ ہم ویسے تو دہشت گردی کا بہت چرچا کرتے ہیں کہ دہشت گردی، دہشت گردی، ہم نے اسی پالیسی میں ایک بہانہ بنایا ہوا ہے۔ جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ جب تک ہم خارجہ پالیسی پر نظر ثانی نہ کریں اور جب تک خارجہ پالیسی کو پاکستان کے مفاد میں نہیں بنایا جائے گا، خدا کی قسم اس وقت تک پاکستان اس دہشت گردی کی لعنت میں پھنسا رہے گا بلکہ جو عذاب الٰہی ہم پر مسلط ہے، جو قہر الٰہی ہم پر مسلط ہے کہ کہیں پر طیارے کا حادثہ ہو رہا ہے، اس کے بعد سیلاب کے مسائل، سیلاب کی وجہ سے کتنی تکالیف اور کتنی پریشانیاں،

کتنی اموات اور کتنے نقصانات ہوئے ہیں، یہ سب عذاب الٰہی ہیں۔ جناب والا! میری گزارش یہ ہے کہ جو قرارداد پارلیمنٹ میں پیش ہوئی تھی، اس پر عمل کیا جائے اور اس ایوان کو مسجد نہ سمجھا جائے یہ پارلیمنٹ ہاؤس ہے، مسجد نہیں ہے۔آج ہمارے صفوت غیور صاحب شہید ہوئے اور ان سے پہلے جتنے بھی ہمارے پاکستانی مسلمان شہید ہو چکے ہیں، کراچی، پشاور، مہمند، بلوچستان میں بھی شہید ہو رہے ہیں، جہاں جہاں بھی ہمارے احباب، رفقاء، ہمارے مسلمان بھائی شہید ہو رہے ہیں، ہم ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں کہ اللہ ان کی مغفرت کرے۔ میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمنٹ کو پارلیمنٹ قرار دیا جائے مسجد اور پارلیمنٹ ہاؤس میں تمیز کی جائے۔ پارلیمنٹ کی جو متفقہ قرارداد ہے اس پر عمل کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! آپ کی مہربانی کہ آپ نے آج کے سانحہ کے بارے میں مجھے اظہار خیال کا موقع دیا۔ جناب والا! صفوت غیور I.G تھے۔۔۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شہادت کے وقت وہ Commandant F.C. تھے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جی Commandant F.C. تھے۔ ہم انہیں نہیں جانتے، نہ دیکھا، نہ کبھی اکٹھے بیٹھے ہیں، ہو سکتا ہے کسی محفل میں دیکھا ہو لیکن غور نہیں کیا ہو گا۔ جناب والا! ہمارے ملک میں اور بالخصوص پختونخوا صوبے میں جس طرح دہشت گردی کا راج ہوا، مالاکنڈ اور سوات میں جو کچھ ہوا اور اسی طرح جیسے کہ دوستوں نے کہا، ہمارے پختونخوا صوبے اور پھر اس کے قبائلی علاقوں میں جو کچھ ہوا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب دہشت گردی ہے اور اس بارے میں پارلیمنٹ نے یہ فیصلہ کیا کہ اس کی بیخ کنی ہونی چاہیے۔ Security forces کو جو ہدایات ملیں کہ وہ اس کو counter کریں۔ میں نے میڈیا اور اخبارات میں دیکھا اور پڑھا کہ اس وقت جو صورتحال پیدا ہو گئی تھی بالخصوص پشاور شہر اور اس کے rural areas کی کہ دہشت گردوں نے باقاعدہ اس ضلع کو اپنی گرفت میں لے لیا، ان کا ایک طرح سے اس ضلع پر قبضہ ہو گیا۔ حتیٰ کہ دیگر علاقوں سے دہشت گرد وہاں سے آتے تھے، عام لوگوں کو مارتے تھے، انہیں تکلیف دیتے تھے۔ اس وقت میں نے میڈیا میں دیکھا کہ جو لوگ ان دہشت گردوں کے خلاف سامنے آئے ان میں ایک یہ بھی تھے۔ یہ شخص واقعی بہادر

بھی تھا اور اس نے ایک strategy بنائی جس کی بنیاد پر اس نے دہشت گردوں کی بیخ کنی کی تھی، یعنی وہ ان افراد میں شامل تھے جنہوں نے ایسی پالیسی بنائی کہ یہ علاقہ ان دہشت گردوں کے قبضے سے بچ گیا۔ آج انہیں شہید کیا گیا، یقیناً دہشت گردوں نے یہ کام کرنا تھا۔ پختونخوا صوبے کی security forces بالخصوص پولیس نے بڑا role ادا کیا ہے، ہم جب ان کو دیکھتے ہیں کہ ان کے لوگ شہید ہوئے، ان کا جو role تھا وہ واقعی اپنے عوام کا اخلاص سے دفاع تھا۔ اس کے لیے انہوں نے موت کو بھی قبول کیا۔ میں ان کے غم میں شریک ہوں بلکہ ہماری حکومت اور ہمارے لوگوں کو ان کی تحسین کرنی چاہیے۔ دہشت گردی کا مقابلہ کرنے کے لیے آئندہ جو لوگ آئیں گے ان کے لیے یہ ایک مثال ہوں گے۔ اگر ایسی مثالیں نہ ہوں تو پھر ظاہر ہے کہ دہشت گرد تمام ملک پر قبضہ کر لیں گے۔ اس سلسلے میں، میں اسحاق ڈار صاحب اور دوسرے دوستوں نے کہا کہ intelligence failure and other failures ہوئے ہیں لیکن اب اس میں انتظام کیا جائے، جیسے NEPTA یا کوئی اور intelligence کا ایسا ادارہ ہو تا کہ ان دہشت گردوں کو پہلے سے پہچانا جائے اور انہیں روکا جائے۔ اس کے علاوہ کراچی اور سیلاب کے بارے میں Adjournment Motion تو چل رہا ہے، اس پر مزید بات کریں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بخاری صاحب میں آپ کو floor دینے سے پہلے ایک چیز بتا دوں کہ اس وقت ملک میں نوبت یہ آگئی ہے کہ اس وجہ سے عوامی لیڈر عوام کے قریب نہیں جا سکتے۔ آج مجھے خوف آرہا تھا جب وزیراعظم عوام میں پھر رہے تھے، میاں نواز شریف عوام میں پھر رہے تھے، سیلاب کے علاقوں میں وہ نہ جائیں وہ بھی ذمہ داریاں ہیں اور اگر جائیں تو بھی بہت بڑی ذمہ داری بن جاتی ہے۔ آپ سوچیں کہ اس وقت ملک کی کیا کیفیت ہے؟ میڈم کلثوم پروین! پہلے آپ بات کر لیں پھر قائد ایوان بات کریں گے۔

سینیٹر کلثوم پروین: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں نے ویسے تو flood کے حوالے سے بھی بات کرنا تھی لیکن چونکہ آپ نے floor میرے بعد Leader of the House کو دینا ہے، اس لیے میں کہوں گی کہ آج پشاور میں کمانڈنٹ ایف سی کا جو واقعہ ہوا ہے، یہ انتہائی افسوسناک واقعہ ہے۔ جناب! اگر ہم سینیٹ کا پچھلے دو ہفتوں کا ریکارڈ اٹھالیں، تو ہم سوائے تعزیت، افسوس اور صد افسوس کے کچھ بھی کرتے ہوئے نظر نہیں آتے۔ ان دو ہفتوں میں ہم نے سوائے لوگوں کی اموات اور حادثات پر افسوس کے کچھ نہیں کیا۔ یہ ایوان جس نے قانون سازی کرنی ہے، وہ کہیں دور دور تک ہمیں نظر

نہیں آرہی۔ ہمیں تو timeہی نہیں مل رہا کہ ہم education پر بات کریں، ہمیں تو وقت ہی نہیں مل رہا کہ ہم مذہبی امور کے کسی معاملے پر بات کریں، ہمیں تو وقت ہی نہیں مل رہا کہ ہم سائنس اور ٹیکنالوجی پر بات کریں، ہمیں تو وقت ہی نہیں مل رہا کہ ہم youth affairs کے بارے میں بات کریں۔ ہم ان دو ہفتوں کا ریکارڈ اٹھا لیں، صرف افسوس، تعزیت اور دعائے مغفرت کررہے ہیں اور دعاؤں کے سہارے پر ہی زندہ ہیں۔

میں اپنی پارٹی BNP کی طرف سے بھی آج کے واقعے پر نہایت دکھ اور افسوس کا اظہار کرتی ہوں۔ میں اس پر protest کررہی ہوں، یہ واقعہ کوئی نیا نہیں ہے۔ یہ واقعات اتنے ہوچکے ہیں کہ ہم اسے معمول کے مطابق سمجھنے لگے ہیں۔ جس دن کوئی واقعہ نہ ہو، تو ہم کہتے ہیں کہ آج کچھ ہونے والا ہے۔ کراچی کا واقعہ، وہاں کے MPA کی شہادت، یہاں شیرپاؤ صاحب کے brother in law کمانڈنٹ ایف سی اور ان کے ساتھ اور نوجوانوں کی شہادت، ہماری افواج کی شہادتیں، معصوم اور بے گناہ لوگوں کی شہادتیں، اسی لیے ملک میں چاروں طرف افراتفری کے سوا کچھ نہیں۔ جناب! میں زیادہ time نہیں لوں گی چونکہ Leader of the House بات کریں گے۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بخاری صاحب۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری (قائدِ ایوان): جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے تمام Members کو اپنے خیالات کے اظہار کا موقع فراہم کیا۔ یہ جو واقعہ پشاور میں پیش آیا، بہت افسوسناک ہے۔ اس میں ایک بہت ہی قابل افسر اور ان کے ساتھی شہید ہوئے۔ وہ ایک professional officer تھے۔ یہ بڑا unfortunate واقعہ ہے اور اس پر دکھ بھی ہے، غم بھی ہے اور ہمیں ان کے لواحقین سے ہمدردی بھی ہے۔ آج اس ہاؤس کی دونوں جانب سے گفتگو کی گئی، treasury benches سے بھی اور opposition side سے بھی۔ واقعات جو کچھ دیر سے رونما ہو رہے ہیں اور جو آج واقعہ رونما ہوا اس کی مذمت بھی کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ حکومت چاہے مرکز کی ہو یا صوبے کی ہو، ان کی کارکردگی کو بھی زیر بحث لایا گیا۔ عوام کے نمائندوں کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ حکومت وقت کی کارکردگی اور اس کی حکمرانی پر نظر رکھیں اور انہوں نے بالخصوص جن باتوں کی نشان دہی سکیورٹی اور terrorism کے حوالے سے کی، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ تمام public representatives اور political forces کی collective responsibility بنتی ہے اور ہم

اس سے انکار نہیں کرتے لیکن ہمیں یہ بھی سوچنا چاہیے کہ آج جمہوریت کو آئے ہوئے صرف اڑھائی سال ہوئے ہیں۔ جن حالات میں اس ملک میں جمہوری ادارے قائم ہوئے اور جس انداز سے جمہوریت یہاں چل رہی ہے ان باتوں کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہوں گا کہ جہاں حکومت کو کہا جاتا ہے کہ آپ غور کریں کہ یہ حالات کیوں پیدا ہوئے، میں ان احباب سے بھی درخواست کروں گا کہ یہ حالات پچھلے اڑھائی سال میں پیدا نہیں ہوئے۔ اس ملک میں جب آمریت مسلط ہوئی، اس آمریت نے اپنے اقتدار کو دوام دینے کے لیے بعض سیاسی قوتوں کو اپنے لیے استعمال کیا۔ یہ terrorism پاکستان میں پچھلے دو یا اڑھائی سال میں import نہیں ہوئی، یہ terrorism پاکستان میں 1979 سے چلی آرہی ہے۔ ہم اس وقت سے دیکھ رہے ہیں کہ اس ملک میں بم دھماکے بھی ہوتے ہیں۔ اس ملک میں اور دہشت گردی بھی ہوتی ہے اور آج میں اے این پی کے صاحبان جو یہاں تشریف فرما ہیں ان سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب افغانستان کا 1979 issue میں شروع ہوا تو اے این پی کے رہبر خان عبدالولی خان نے کہا تھا کہ ہم بارود کے ڈھیر پر بیٹھنے جا رہے ہیں۔ وہ بارود کا ڈھیر جو اس زمانے میں اکٹھا کیا گیا اور قوم کو اس پر بٹھایا گیا، آج اس کے ثمرات یہ قوم بھگت رہی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ لوگ جنہوں نے آمریت کا ساتھ دیا، جنہوں نے آمریت کو پروان چڑھایا، آج وہ قوم سے معافی مانگیں۔ اس لیے کہ آج قوم جو حالات دیکھ رہی ہے اس میں ان کا کردار ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہم یہ بھی عرض کر دینا چاہتے ہیں کہ جناب! آپ collective wisdom کی بات کرتے ہیں تو اس کے لیے ہم آپ کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ آپ پالیسی مرتب کرنے میں ہماری معاونت کرنا چاہتے ہیں تو ہم خوش آمدید کہتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی کمیٹی اور National Security Council موجود ہے جس میں تمام political parties کی representation ہے اور اگر پارلیمان یہ سمجھتی ہے کہ ہم نے حکومت وقت کو کوئی پالیسی مرتب کرکے دینی ہے تو اسے بھی ہم welcome کرتے ہیں۔ میرے ساتھیوں نے یہ بھی کہا جو treasury benches میں بھی بیٹھے ہوئے ہیں، میں ان سے ضرور یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ صرف پاکستان پیپلز پارٹی responsible نہیں ہے بلکہ آپ کی دیگر جماعتیں بھی responsible ہیں۔ آپ کے وزراء cabinet میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان issues پر آپ کا input cabinet میں بھی آنا چاہیے۔ جب policies مرتب کی جاتی ہیں تو اس وقت بھی آنا چاہیے۔ ہمارے ایک معزز رکن نے کہا کہ جناب پچھلے دنوں جب واقعات ہوئے تو اے پی سی کے لیے جناب میاں نواز شریف صاحب نے کہا، تو جب انہوں نے مطالبہ کیا، جب انہوں نے اس خیال کا اظہار

کیا تو Prime Minister نے فوری طور پر اس بات کو قبول کیا اور شاید شاہ صاحب کے علم میں یہ بات ہو گی کہ وہ کیوں نہیں بلائی گئی۔ یہ subsequent correspondence جو آپ کی قیادت نے کی اس کی وجہ سے ابھی تک نہیں بلائی گئی۔ پاکستان کی political forces آج بھی اپنی ذمہ داری کو محسوس کریں چاہے وہ treasury benches پر بیٹھی ہیں، چاہے وہ اپوزیشن میں بیٹھی ہیں۔ نجات دہندہ باہر سے کوئی نہیں آئے گا اور اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی نجات دہندہ باہر سے آئے گا تو یہ خوش فہمی ہے۔ اس ملک کے مسائل کا حل اس ملک کی سیاسی قیادتوں نے نکالنا ہے۔ آج اس بات کی ضرورت ہے کہ جو واقعہ ہوا، جیسے ممبران نے کہا، یہ کل بھی repeat ہو سکتا ہے۔ اس repetition کو روکنے کے لیے ایک sane and prudent attitude adopt کرنا پڑے گا اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ terrorism اس ملک میں دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ کون لوگ ہیں جو ان terrorists کو پناہ دے رہے ہیں؟ کون لوگ ہیں جو ان terrorists کو finance کر رہے ہیں اور کون لوگ ہیں جو ان terrorists کو اپنی معاونت کے لیے بھی حاصل کرتے ہیں؟ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ صوبائی سطح پر اور مرکزی سطح پر بھی across the board treasury benches and opposition benches بیٹھیں اور اپنی consultation کے ساتھ ایک پالیسی مرتب کریں اور وہ پالیسی مرتب کرنے کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ حکومت اس پالیسی پر عمل درآمد کرنے کو ہر وقت تیار ہے اور ہم یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ isolate effort نہ ہم نے پہلے کی ہے نہ ہم آج isolated effort کرنا چاہتے ہیں۔ ریکارڈ اس بات کا گواہ ہے کہ فروری 2008 کے بعد ہم نے reconciliation politics کا آغاز کیا اور آج بھی ہم reconciliation پر believe کرتے ہیں۔ جہاں جہاں political parties میں کوئی difference ہے وہ differences اپنی جگہ لیکن ہمیں اپنی priorities fix کرنی پڑیں گی۔ priority آنے والا الیکشن نہیں، اگر political parties کے ذہن میں یہ بات ہے، priority پاکستان کی سالمیت کو حاصل ہے اور پاکستان کی سالمیت ہو گی تو politics بھی ہو گی، اقتدار بھی ہو گا، اپوزیشن بھی ہو گی۔

یہی میری چند گزارشات ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ حکومت وقت تمام وہ اقدامات اٹھائے گی اور اپنے given resources میں رہ کر کہ ہم terrorism کے خلاف پہلے بھی نبرد آزما ہیں اور آئندہ بھی رہیں گے۔ آپ دیکھیں کہ موجودہ حکومت کے دور میں terrorism کے خلاف جو کامیابیاں آپ کو حاصل ہوئیں اور armed forces آپ کے ساتھ کھڑی تھیں اور

internationally بھی ہم نے convey کیا کہ sacrifices دی ہیں تو پاکستانی قوم نے دی ہیں، sacrifices دی ہیں تو armed forces نے دی ہیں، sacrifices دی ہیں تو political elements نے دی ہیں۔ اس لیے یہ تمام تر responsibility من حیث القوم ہم پر آتی ہے اور ہمیں اس پر بھی ایک collective effort کرنی چاہیے۔ Thank you very much.

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you, بخاری صاحب! میں تھوڑی سی loud thinking کرتا ہوں کہ رمضان کے بابرکت مہینے میں اگر آپ یہ نیکی کا کام کر کے ساری political قوتوں کو اکٹھا کریں تو بہتر ہے کیونکہ انگریزی میں کہتے ہیں کہ water has reached to the nose of the nation. یہ nation اس حالت میں آئی ہوئی ہے۔ ایک منٹ جی! دعا کرالیں۔ پروفیسر ابراہیم صاحب! دعا کروائیں۔

(اس موقع پر ایوان میں دعا کرائی گئی)

جناب قائم مقام چیئرمین: اس سے پہلے کہ میں آگے بڑھوں میرے خیال میں آج جمعہ کے لیے with the consensus of the House questions defer کرتے ہیں کیونکہ وزراء ٹائم پر نہیں پہنچے تھے، وہ cabinet meeting میں تھے لیکن وہ جمعہ کو آکر جواب دیں۔ حافظ رشید صاحب آپ جمعہ تک صبر کر لیں۔ جی نجم الدین صاحب۔

جناب نجم الدین خان (وزیر برائے سیفران): میرے خیال میں انہیں آج لے لیں کیونکہ ہمارے علاقے میں بہت زیادہ نقصانات ہوئے ہیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں سمجھ رہا ہوں کہ آپ کے علاقے میں flood آیا ہوا ہے اور آپ نے وہاں جانا ہے۔ جی وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد: یہ پارلیمانی روایت ہے کہ جمہوری حکومت میں سب سے زیادہ اہمیت پارلیمنٹ کو دی جاتی ہے اور ایسا نہیں ہوتا کہ cabinet meeting اس وقت رکھی جائے جب پارلیمنٹ کا اجلاس ہو رہا ہو۔ لہٰذا میں آپ کے ذریعے جناب وزیراعظم صاحب سے درخواست کروں گا کہ پارلیمانی روایت کو سامنے رکھتے ہوئے اور وہ خود بھی سپیکر رہے ہیں، کابینہ کا اجلاس اس وقت بلایا کریں جب اجلاس نہ ہو رہا ہو، اس سے پہلے بلالیں یا بعد میں بلالیں، ایسا نہ کریں کہ جب پارلیمنٹ کا اجلاس بلایا ہوا ہے، وہ کابینہ کا اجلاس بلالیں۔ اس کی میں آپ کو مثال بھی دیتا ہوں، آپ کے Rules

میں لکھا ہوا ہے کہ کوئی کمیٹی بھی کام نہیں کر سکتی جب سیشن ہو۔ اس لیے یہ سب سے اہم بات ہے اور ہمارا جو ایمان اور اعتقاد ہے، آئین میں جو لکھا ہے کہ تمام طاقت کا سرچشمہ پارلیمنٹ ہوتی ہے۔ کیبنٹ بھی پارلیمنٹ سے ہی نکلتی ہے۔ وزیراعظم صاحب پارلیمنٹ کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اس لیے میری درخواست ہو گی اور جناب کی وساطت سے میں چاہوں گا کہ ان تک میری یہ درخواست پہنچ جائے اور Leader of the House سے بھی درخواست ہو گی کہ کوشش یہ کی جائے کہ کبھی کابینہ کا اجلاس اس وقت نہ بلایا جائے جب سینیٹ یا قومی اسمبلی کا اجلاس ہو رہا ہوتا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: بالکل آپ نے درست فرمایا۔ بخاری صاحب دو وزراء ہیں ان کے سوالات لے لیتے ہیں۔

سینیٹر سید نیر حسین بخاری: جناب چیئرمین! آج Cabinet کی special meeting تھی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہاں مجھے پتا ہے وہ flood وغیرہ کے سلسلے میں تھی۔

سینیٹر وسیم سجاد: جناب والا! وہ گھنٹہ بعد میں یا ایک گھنٹہ پہلے ہو سکتی تھی۔ Flood تو ایک بہت بڑا سانحہ ہے۔ میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ جب اجلاس ہو رہا ہو تو اس وقت یہ meeting نہ بلائی جائے۔

Questions and Answers

جناب قائم مقام چیئرمین: ٹھیک ہے Question Hour شروع کرتے ہیں۔ جی عبدالرشید صاحب۔

190. ***Senator Abdur Rashid:** Will the Minister for States and Frontier Regions be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to regularize the services of those teachers who are working on fixed salary in Technical Education Institutions in FATA?

Mr. Najamuddin Khan: FATA Secretariat has intimated that the teachers working on fixed salary against Project posts in Technical Education in FATA have filed a petition in the Peshawar

High Court for the regularization of their services. Till date no order has been passed by the Honourable Court and the matter is subjudice.

Under Presidential Order No.13 of 1972, recruitment against FATA posts is carried out by Khyber Pakhtunkhwa and the regularization Act of the Provincial Assembly does not cover persons appointed against PC.I posts.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر عبدالرشید: جناب چیئرمین! وزیر صاحب نے جواب میں ایک بات تو یہ کہی ہے کہ اساتذہ کی بھرتی کا مسئلہ عدالت میں ہے۔ میں نے عدالت کے بارے میں نہیں پوچھا۔ میں نے ان سے پوچھا ہے کہ اس حوالے سے ان کے کیا اقدامات ہیں؟ ان اساتذہ کو مستقل کرنے کے بارے میں انہوں نے کون سے اقدامات کیے ہیں؟

انہوں نے جواب میں یہ بھی کہا کہ فاٹا کی آسامی کی بھرتی خیبر پختونخوا حکومت کرتی ہے، وفاقی حکومت نہیں کرتی۔ یہ اساتذہ جب صوبائی حکومت سے رابطہ کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ فاٹا کا تعلق وفاق سے ہے۔ اب یہ اساتذہ کہاں جائیں؟ ان اساتذہ کا تعلق Technical Education Institute سے ہے اور اسی project کے تحت کچھ اساتذہ ڈگری کالج میں بھرتی ہوئے تھے، ان کو تو مستقل کر دیا گیا ہے، یہ دوہرا معیار کیوں اپنایا جارہا ہے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: اب ہم نجم الدین صاحب سے پوچھتے ہیں کہ ان اساتذہ کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

جناب نجم الدین خان: شکریہ جناب چیئرمین! پہلے وہاں فاٹا سیکرٹریٹ نہیں تھا اور صوبائی حکومت اساتذہ بھرتی کرتی تھی اور وہیں بھرتی ہو رہی ہے اور وہ فاٹا میں بھیجے جا رہے ہیں۔ یہ سٹاف جو انہوں نے Technical Education میں لگایا ہے، یہ ایک project کے تحت لگائے گئے ہیں۔ اب ان اساتذہ نے عدالت میں اپنا case file کیا ہے، جو subjudice ہے۔ جب اس کا فیصلہ آئے گا، اس کے مطابق ہم اپنا فیصلہ کریں گے لیکن اس کے بغیر اب کوئی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی پروفیسر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! یہ case subjudice اس لیے ہوا کہ ان کو اپنا حق نہیں مل رہا تھا اور وہ عدالت میں چلے گئے۔ اگر وزارت کی طرف سے یا FATA Secretariat کی طرف سے ان کو اپنا حق دیا جائے تو عدالت ان کا ہاتھ نہیں روکے گی بلکہ یہ case in fructuous ہو جائے گا اور عدالت اس کو dispose of اس بنیاد پر کردے گی کہ ان کو ان کا حق مل گیا ہے۔ عدالت نے ان کا ہاتھ نہیں روکا لیکن یہ ایک بہانہ ہے اس لیے میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ اگر ان کو ان کا حق دیا جائے تو عدالت ان کو کچھ نہیں کہے گی۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much Mr. Chairman,

میں معزز وزیر سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ کیا فاٹا وزیر موصوف کے زیر سایہ ہے یا پاکستان کے آئین، parliamentary practices and Rules of Business کی خلاف ورزی ہے کہ فاٹا آپ کی jurisdiction میں نہیں ہے۔ اگر آپ کے under نہیں ہے تو آپ اس کا جواب کیسے دے رہے ہیں؟ اگر آپ کے under ہے تو پارلیمنٹ کو جواب دینا بھی آپ کی responsibility بنتی ہے۔ جب authority ہوتی ہے تو responsibility بھی ساتھ ہوتی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نجم الدین صاحب آپ بتائیں کہ آپ بااختیار ہیں یا بے اختیار ہیں؟

جناب نجم الدین خان: جناب! میں ان کی بات سے بالکل متفق ہوں کہ Rules of Business and Constitution کے تحت Ministry of SAFRON کے ساتھ فاٹا سیکریٹریٹ کا business نہیں چلتا ہے۔ ایک executive order جس طرح جنرل مشرف نے 2007 میں دیئے تھے اور PCO کے تحت ان کو بااختیار بنایا ہے اور وہی قانون اب تک چل رہا ہے۔ صرف جب ان کے جوابات آتے ہیں تو میں یہاں جواب دیتا ہوں اور دے رہا ہوں۔ اس بارے میں کئی بار سینیٹ میں discussion ہو چکی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آپ سچ بولنے پر تشریف رکھیں۔ جی بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین! میں وزیر صاحب کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے آج سچ بولنے کی روایت ڈالی ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: وزیر صاحب کے سچ بولنے پر ڈسک بجائے جائیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب! ایک متفقہ قرارداد سینیٹ کی طرف سے جانی چاہیے کہ وزیر صاحب کو بااختیار بنایا جائے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: جی بالکل سارا ہاؤس ان کے حق میں ہے۔ اب بلور صاحب بھی پہنچ گئے ہیں۔ سوال نمبر ۱۸۲ بیگم نجمہ حمید کا ہے۔ جی ہارون اختر صاحب۔

182. *Senator Begum Najma Hameed: Will the Minister for Railways be pleased to state:

(a) whether there is shortage of Railway engines and coaches in the country, if so, the estimated shortage thereof, and the steps taken by the Government to overcome this shortage;

(b) the steps being taken by the Government to improve and modernize the Railway Stations in the country; and

(c) the steps being taken by the Government for protection of Railway passengers?

Haji Ghulam Ahmad Bilour (Federal Minister for Railways): (a) There is a shortage of 50−60 locomotives for freight operation.

The estimated shortage of coaches was 220 Nos. which has been reduced to 139 Nos. due to cancellation of various train services.

STEPS TAKEN (I) Locomotives

(i) A contract agreement for procurement/manufacture of 75 Diesel Electric Locomotives has been signed between the Railway Administration and M/s. Dongfang Electric Corporation, China. Out of 75 locomotives (ranging from 1500 to 3000 Horse Power) 25 locomotives will be procured in shape of Completely Built Units (CBU) whereas the remaining 50 will be manufactured in Pakistan Locomotive Factory, Risalpur.

(ii) PC−I for 150 Diesel Electric Locomotives has bean recommended by CDWP for ECNEC approval for the replacement of old age locomotives.

(iii) A contract for maintenance of Chinese design Locomotives has been signed between Pakistan Railways and M/s. Dongfang Electric Corporation, China. After execution of this project, the availability and reliability of locomotives will be improved.

(II) Passenger Coaches

(i) A Contract agreement amounting to US$ 134.45 million for procurement of 202 Passenger Coaches has been signed between the Railway Administration and a Chinese Firm M/s. China Machinery Import & Export Corporation China. Out of 202 Passenger Coaches, 52 will be received as CBU whereas the remaining 150 will be CKD and manufactured at Carriage Factory, Islamabad.

(ii) The project for rehabilitation of 400 Passenger coaches, at a total cost of Rs.3434 million, is in progress at Carriage Factory, Islamabad. 241 coaches have been rehabilitated and put in service upto June 2010.

(b) The improvement and modernization works of the following stations have been carried out / in progress:—

(i) Major stations i.e. Lahore and Karachi have been provided modern facilities such as AC waiting halls and computerized reservation offices.

(ii) Computerized reservation facilities and all passenger amenities like waiting halls, neat and clean wash rooms are being provided/ improved at Rawalpindi, Shikarpur and Khairpur stations.

(iii) 65 Railway stations which were burnt on the assassination of Mohtarma Benazir Bhutto during December, 2007 are being repaired and renovated with all passenger facilities.

(iv) The work of renovation/up-gradation of Khudian Khas, Usmanwala and Kanganpur stations on Kasur—Pakpattan section is in advanced stage and will be completed shortly.

(v) An amount of Rs. 1032.620 million has been allocated during current financial year for renovation/ maintenance of the Railway stations.

(c)

(i) Electronic walk through gates have been installed at major Railway stations like Rawalpindi, Lahore, Multan, Karachi, Quetta & Sukkur to check the entry of unauthorized persons at station.

(ii) Sale of platform ticket has been stopped and only bonafide passengers are allowed to enter the platforms.

(iii) Night Patrolling of the Railway Track is being done to protect the safe movement of train and to avert any sabotage.

Mr. Acting Chairman: Any supplementary question?

سینیٹر ہارون خان: میرا وزیر صاحب سے سوال ہے کہ کیا یہ Dongfang وہی کمپنی ہے جس سے پہلے بھی کافی locomotives خریدے گئے؟ کیا یہ بات بھی صحیح ہے کہ ان

locomotives میں سے اکثر condemn ہو چکے ہیں اور وہ ٹھیک بھی نہیں ہو سکتے؟ اگر یہ بات صحیح ہے تو انہوں نے جو Clause-3 میں بتایا ہے کہ اس کمپنی سے maintenance agreement بھی کیا گیا ہے تو کیا اس کمپنی سے پہلے maintenance agreement نہیں کیا تھا؟ جس کمپنی سے ہمارا یہ experience ہوا ہے کہ ہمارے پاس ان کے locomotives خراب پڑے ہوئے ہیں تو دوبارہ انہوں نے ان کے ساتھ یہ deal کیوں کی ہے؟

حاجی غلام احمد بلور: یہی Dongfang company تھی جس سے سابقہ حکمرانوں نے 69 locomotives خریدے تھے۔ جس میں سے اب تقریباً 32 locomotives خراب کھڑے ہیں۔ اب ہم نے ان سے نیا agreement کیا ہے کہ وہ ہمیں spare parts بھی دیں گے اور وہ یہاں پر ان کو ٹھیک بھی کریں گے۔ وہ بالکل ناکارہ نہیں بلکہ خراب ہیں۔ وہ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائیں گے۔

سوال کا دوسرا حصہ یہ ہے کہ آپ نے Dongfang سے یہ locomotives کیوں خریدے ہیں؟ اس میں ہم نے 75 locomotives کے لیے ٹینڈر کیا تھا تو اس میں دو پارٹیوں، چین اور امریکہ والوں نے حصہ لیا۔ امریکہ والوں کا rate 227 million dollars اور چین والوں کا 107 million dollars تھا۔ اس ریٹ میں ڈبل سے بھی زیادہ کا فرق تھا۔ تو اگر ہم بد قسمتی سے امریکہ والوں سے خرید لیتے تو پھر کہا جاتا کہ آپ نے مہنگے کیوں خریدے ہیں۔ اس طرح ہزاروں باتیں ہمارے خلاف بنتیں۔ اب ہم نے ان سے یہ بات کی ہے کہ آپ کے جو پہلے والے locomotives ہیں ان میں یہ یہ نقائص ہیں۔ آپ وہ نقائص نکال کر دیں گے۔ انشاء اللہ وہ ایسا ہی کریں گے۔ اس کے علاوہ 150 locomotives امریکہ سے بھی لے رہے ہیں۔

(اس موقع پر افغان وفد جناب خلیلی کی قیادت میں گیلری میں تشریف لایا)

جناب قائم مقام چیئرمین: Thank you. تشریف رکھیں بلور صاحب۔ میں سارے ہاؤس کو مطلع کروں گا کہ ہمارے محترم دوست خلیلی صاحب جو افغانستان کے نائب صدر ہیں بمعہ اپنے وفد کے ہماری گیلریز میں آ گئے ہیں۔ ہم ان کو welcome کہتے ہیں۔ میں خلیلی صاحب کو ہاؤس کی طرف سے "پخیر راغلے" اور خوش آمدید کہتا ہوں۔ جی، بخاری صاحب۔

Senator Syed Nayyer Hussain Bokhari: Mr. Chairman! on behalf of myself and behalf of the Members of the Senate, I welcome Mr. Khalily, Vice President of the Afghanistan along with his delegation.

Mr. Acting Chairman: Leader of the Opposition, please.

Senator Wasim Sajjad: Mr. Chairman! on behalf of the Opposition and my own behalf, I would like to extend a very cordial welcome to our brothers from Afghanistan and this is a good opportunity to say that we have long historical ties with this country and these ties have been memorials and we have had such strong relationships and I do hope that the present visit of the Excellencies from Afghanistan will lead to more and better understanding between Pakistan and Afghanistan. History and geography both have put us together and I think the destiny of the two countries lies in more cooperation, brotherliness and we should not fall prey to conspiracies from out side. So, I think this is a good opportunity to promote understanding between our people to encourage more contacts at all level, particularly, at the parliamentary level so that all questions and any misunderstanding between us can be totally removed. We in Pakistan have the utmost goodwill for the sovereign great nation Afghanistan and I am sure they also have the similar feelings for their brothers in Pakistan.

So, I would say long live friendship between Pakistan and Afghanistan. We do hope that this will flourish and we will have contacts, better understanding at all level between the two countries.

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ۔ حاجی صاحب! اگر آپ اجازت دیں تو مغرب کے بعد اپنے دوستوں کے ساتھ ہماری ایک خصوصی نشست ہے۔ Banquet Hall میں بھی ہم نے اکھٹا ہونا ہے ہم میزبان ہیں اور وہ ہمارے مہمان ہیں۔ جی، supplementary question پوچھ لیں۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: جناب چیئرمین! میرا معزز وزیر سے سوال ہے کہ جب locomotives agreement sign ہوا، یہ معزز وزیر صاحب اس وقت موجود نہیں تھے۔ دوسرا میرا یہ سوال ہے کہ امریکہ جو 500 locomotives ہمیں دینا چاہتا تھا، وہ تو ہمیں آسان شرائط پر دے رہے تھے اور وہ ہمیں ٹریننگ بھی دے رہے تھے۔ یہ بتائیں کہ وہ جو 70 locomotives ہم نے پہلے چائنہ سے لیے تھے، چین ہمارا بہت اچھا دوست ہے but I am sorry to say some of its products are sub-standard and not very good. تو وہ جو 70 locomotives لیے تھے اور جس کے بارے میں چینی کمپنی نے کہا تھا کہ یہ اگر پہلے آرڈر کرتے تو اس کے spare parts ہمارے پاس موجود ہوتے۔ اب وہ ہمارے پاس نہیں ہیں۔ تو کیا وہ 70 locomotives کباڑ میں چلے گئے ہیں اور کیا وہ دوبارہ ٹھیک نہیں ہو سکتے؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، حاجی صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور: میری بہن کو پتا نہیں کہاں سے پتا چلا کہ 500 locomotives کی offer آئی تھی۔ ہمیں کوئی offer نہیں آئی ہے۔ 150 locomotives کی offer آئی ہے۔ تقریباً وہی شرائط ہیں جو چین کی ہیں۔ چین سے جو ہم نے 69 locomotives خریدے ہیں، میں ایسی بات نہیں کرتا کہ تلخی پیدا ہو، یہ ان کی حکومت نے منگوائے تھے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: پرویز مشرف کے دور میں آئے تھے۔ اس وقت پارلیمنٹ وجود میں نہیں تھی۔

حاجی غلام احمد بلور: 2004 میں آئے تھے۔

سینیٹر سیمیں صدیقی: تو آپ دوبارہ وہی غلطی کیوں کرنے جا رہے ہیں؟

حاجی غلام احمد بلور: اس میں سے 32 locomotives خراب ہیں اور باقی کام کر رہے ہیں۔ انشاءاللہ بہت جلد ہم وہ بھی ٹھیک کر لیں گے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: طاہر مشہدی صاحب۔

Senator Col. (R) Syed Tahir Hussain Mashhadi: Thank you very much sir. I am really grateful. I would like to ask the honourable Minister that he has given so many reasons and so

many steps that he has taken to improve the Railways in Pakistan. My question to the honourable Minister is that why this form of transport which is used by the poor and middle class and the lower segment of our society. Why so many trains have ceased to function and why is this Railways really announcing the closer of very, very important routes of the passenger trains and the people of Pakistan are suffering, what steps he is taking to improve the situation and to bring back those trains on their scheduled run?

جناب قائم مقام چیئرمین: جی، حاجی صاحب۔

حاجی غلام احمد بلور: میں اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ اس پر تو کافی دفعہ ہم بات کر چکے ہیں کہ ریلوے ناکام کیوں ہو رہا ہے۔ Neglect کیا گیا۔ اب میں ان کو صرف ایک مثال دے دیتا ہوں کہ لاہور سے لے کر پشاور تک جو موٹروے بنایا گیا۔ لوگوں سے زمینیں خرید کے بنایا گیا ہے لیکن اتنا نہیں کیا گیا کہ ریلوے کے جو tracks ہیں ان کو up grade کر دیا جائے۔ پشاور سے جو گاڑی چلتی ہے وہ چار گھنٹوں میں راولپنڈی پہنچتی ہے اور جو بس چلتی ہے وہ دو گھنٹوں میں پہنچتی ہے۔ تو ریل گاڑی پر کون بیٹھے گا؟ پشاور سے صرف وہی بندہ بیٹھتا ہے جس نے کراچی جانا ہو۔ اس طرح تو بہت سی مثالیں ہیں، میں جواب دے سکتا ہوں۔ انہوں نے بات کی ہے کہ جو گاڑیاں بند ہو رہی ہیں۔ وہ گاڑیاں ہم نے مجبوراً بند کی ہیں۔ اللہ کرے ایسا نہ ہو لیکن مجبوری میں تو کچھ اور بھی بند کرنی پڑیں گی کیونکہ ہمیں freight کے لیے locomotives چاہییں۔ Freight کی ہماری گاڑیاں، پہلے جب میں نے منسٹر کا چارج لیا تھا اور میں ریلوے کا وزیر بنا تھا تو 92 locomotives تھے ہمارے پاس جو کہ freight لے کر آ رہے تھے۔ آج وہ 40 کے قریب رہ گئے ہیں۔ تو ہماری تین یا چار گاڑیاں وہاں سے چل رہی ہیں۔ میرے پاس تقریباً 35 سے 40 گاڑیاں تیار کھڑی ہوتی ہیں۔ اگر یہ سب گاڑیاں وہاں سے چلنے لگیں تو پھر no deficit مگر یہاں پر سارا مسئلہ locomotives کا ہے۔ ہر آدمی کو آزادی ہے سب کچھ کہہ سکتا ہے لیکن مسئلہ locomotives کا ہے۔ میں نے اسمبلی کے floor پر بھی کہا تھا۔ 60 cut motions صرف ریلوے پر تھے اور ہر ایک کا میں نے جواب دیا ہے۔ سب لوگوں نے وہاں پر بھی بات کی لیکن اخباروں میں نہ چھپے تو میرا گناہ نہیں ہے۔ میں نے وہاں پر ایک

بات کی تھی کہ اگر مجھے آپ 400 locomotives دے دیں اور پھر deficit ہو تو میرے گلے میں رسی ڈال کر مجھے بازاروں میں گھمائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اسمٰعیل بلیدی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: جناب چیئرمین صاحب! ریلوے کو ایک بہت ہی ایماندار وزیر ملا ہے لیکن مجھے ریلوے کے نظام میں کوئی تبدیلی نظر نہیں آتی۔ اگر یہ کابینہ میں اپنی بات رکھیں اور اگر ان کو نہ سنا جائے تو میرے خیال میں یہ اس کے کردار پر برا نام ہوگا تو پھر یہ آکر کہہ دیں کہ میں اس عہدے پر نہیں رہنا چاہتا ہوں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: آج استعفوں کی بات آپ بہت کر رہے ہیں۔ مجھ سے بھی استعفیٰ مانگ رہے ہیں اور Leader of the House سے بھی مگر اپنا استعفیٰ آپ نہیں دیتے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی: دوسری بات یہ ہے کہ گوادر پورٹ دس سال سے کام کر رہی ہے ابھی تک وہاں پر ریلوے link نہیں ہے۔ پوری دنیا میں پورٹ کے لیے ریلوے link بڑا اہم ہوتا ہے۔ بلور صاحب کی موجودگی میں گوادر ریلوے لنک کا ابھی تک PC-1 بھی منظور نہیں ہوا ہے، یہ بلوچستان کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ اس پورٹ کا قصور صرف یہی ہے کہ یہ بلوچستان کی سرزمین پر ہے۔ اگر یہ پورٹ لاہور، ملتان یا لاڑکانہ میں ہوتی تو کب کی بن چکی ہوتی۔ جناب چیئرمین! میں پوری دنیا کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ پورٹ موجود ہے، ریلوے لائن کا link شروع نہیں ہوا یہ عجیب بات لگتی ہے۔ وزیر صاحب مجھے بتائیں گے کہ گوادر ریلوے لائن کے لیے چائنا سے کوئی agreement کیا ہے، چائنا اس کے لیے تیار ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: میں کسی ممبر سے گزارش کر سکتا ہوں، خود تو سوال نہیں کر سکتا۔ کوئی یہ پوچھے ہمارے محترم دوست آئے ہوئے ہیں کہ چمن سے قندھار تک کب ریلوے لائن مکمل ہوگی تاکہ ہمارے دوستوں کو پتا چلے کہ کب مکمل ہوگی۔ انہوں نے بھی ہمارے ساتھ ٹریڈنگ کرنی ہے۔

حاجی غلام احمد بلور: میں آپ کی اجازت سے جو ہمارے مہمان ہیں، پہلے ان کو خوش آمدید کہنا چاہتا ہوں (پشتو)

(ڈیسک بجائے گئے)

اب ان کا جواب دوں گا۔ بلیدی صاحب نے استعفیٰ کی بات کہی تو میں بلیدی صاحب کو بتاؤں کہ ہم نیشنل پارٹی والے اس مسئلے میں کمزور نہیں ہیں۔ میں ریکارڈ کے لیے کہتا ہوں کہ پاکستان میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں1970 کے الیکشن سے سے لے کر آج تک ہم نے چار دفعہ وزارتوں سے استعفیٰ دیا۔ میرے خیال میں پاکستان میں نہیں بلکہ پوری دنیا میں شاید ایسی کوئی پارٹی آپ کو ملے۔ استعفوں میں ہم کمزور نہیں ہیں جب پارٹی نے فیصلہ کیا تو ایک منٹ نہیں لگے گا۔ لوگ چھوڑ دیتے ہیں، ہم استعفیٰ دے دیتے ہیں۔

انہوں نے جو بات گوادر کی کہی اس میں کوئی شک نہیں کہ ہم نے چائنا سے بات کی ہے، گوادر سے لے کر خنجراب تک PC-1 بن رہا ہے۔ گوادر کے لیے خنجراب سے دو راستے ہیں ایک گودار، روہڑی، کراچی سے ہو کر آئے گا اور دوسرا ژوب، ڈیرہ اسماعیل خان سے ہوتے ہوئے، پشاور، حویلیاں اور پھر حویلیاں سے خنجراب۔ ہم نے دو تین proposals دیئے ہوئے ہیں۔ جناب والا! ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں ابھی ہمیں کافی تکلیف ہے کیونکہ ہمارے ہاں broad gauge ہے اور سارا سامان بھی broad gauge ہے۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ ہمیں international gauge دے دیں۔ ابھی ہم چودہ اگست کو ایک ٹرین چلائیں گے جو ایران سے ہوتی ہوئی ترکی تک جائے گی۔ اگر international gauge بن گیا تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے اسلام آباد سے چل کر یورپ تک جائیں گے۔ بلیدی صاحب کے علم میں ہے کہ سارا مسئلہ پیسے کا ہے (پشتو) پیسے کی بات ہے اگر پیسے ملیں تو سب ہو جائے گا۔ آپ نے جو قندھار کا کہا تھا، اس کا یہ ہے کہ ہم نے دو برانچیں، ایک پشاور سے جلال آباد اور دوسرا چمن سے قندھار تک ہے۔ اس کی بھی feasibility report بن رہی ہے انشاء اللہ اس پر بھی کام شروع ہو گا۔

جناب قائم مقام چیئرمین: شکریہ، ڈاکٹر ابراہیم صاحب۔

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان: جناب چیئرمین! ایک تو قندھار کی بات۔ ہمارے مہمان موجود ہیں کہ قندھار تک ریلوے لائن بچھانے کا کیا پروگرام ہے۔ وزیر محترم نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ Risalpur Locomotive Factory میں 50 locomotive بنیں گے۔ Carriage Factory Islamabad میں 150 کوچ بنیں گے۔ کیا یہ کام شروع ہو چکا ہے اور اگر شروع نہیں ہوا تو کب شروع ہو گا؟

جناب قائم مقام چیئرمین: جی وزیر صاحب۔

(اس موقع پر ایوان میں مغرب کی اذان سنائی دی)

جناب قائم مقام چیئرمین: بس اب اس کا جواب دیں، پھر نماز کے لیے جائیں گے۔

حاجی غلام احمد بلور: جناب چیئرمین! پروفیسر صاحب نے پوچھا ہے کہ 50 locomotives بنیں گے، ابھی جو LC ہم نے کھولی تھی لیکن PEPRA والوں نے رکوا دی ہے۔ جب دوبارہ LC کھلے گی تو پھر وہ بنائیں گے اور وہ اچھی locomotive دیں گے، اس کے بعد وہ سامان بھیجیں گے تو اس کے بعد بنے گا۔ ابھی passengers locomotive کی LC کھل چکی ہے لیکن اس میں ابھی سامان نہیں آیا، امید ہے کہ انشاء اللہ دو چار مہینوں میں کام شروع ہو جائے گا۔ شکریہ۔

جناب قائم مقام چیئرمین: اب ایسا کرتے ہیں، جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! میں نے سپلیمنٹری نہیں کرنی۔ میں نے افغانستان کے نائب صدر کو یہاں پر welcome کرنا ہے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: مندوخیل صاحب، آپ اس نشست میں ہیں جو ان کے ساتھ علیحدہ میٹنگ ہونے لگی ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: جناب والا! یہ ہاؤس ہے، اس کا اپنا مقام ہے میں آپ کی اجازت سے افغانستان کے نائب صدر جناب کریم خلیلی صاحب کو welcome کرتا ہوں، وہ یہاں پر تشریف لائے۔ ابھی یہاں پر جب welcome کی بات ہو رہی تھی اس پر سب کو ٹائم ملنا چاہیے تھا، آپ نے ٹائم نہیں دیا۔ پاکستان اور افغانستان ایک دوسرے کے پڑوسی ہیں اور انہیں اچھے پڑوسیوں کی طرح مل کر رہنا ہے۔ میں یہ دعا کروں گا کہ یہ جو وفد آیا ہے یہ ہمارے حکمرانوں سے بات چیت کرے تا کہ جو مشکلات اور مسائل ہمارے ملک اور افغانستان کو درپیش ہیں، ان کا خاتمہ ہو سکے۔

جناب قائم مقام چیئرمین: دوسرے سوالات بھی for the next rota day defer کیے جاتے ہیں۔

(مداخلت)

جناب قائم مقام چیئرمین: عباسی صاحب، ابھی نماز کا وقفہ بھی کرنا ہے اور مہمانداری بھی کرنی ہے۔ جی عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: جناب والا! میں آپ کے صرف تیس سیکنڈ لوں گا۔ میں آپ کی توجہ چاہتا ہوں کیونکہ آپ سوالات کو defer کر رہے ہیں۔ ایک اہم سوال ہے جس میں وزیر اعظم صاحب کی journalist entourage کے بارے میں سوال کیا گیا ہے۔ اس میں پوری لسٹ آئی ہوئی ہے۔ اس میں میرے تمام دوست ہیں لیکن اس میں اردو اخبارات اور چینل کے، انگریزی اخبارات اور چینل کے representatives گئے ہیں۔ یہاں پر مجھے صرف ایک اخبار کا نام "روزنامہ عبرت" جو کہ سندھی journalist ان کے ساتھ گیا ہے یہ دورہ مئی 2008 میں ہوا تھا اس میں غلام حیدر کھوکھر صاحب گئے تھے میری یہ درخواست ہوگی کہ اگر کوئی حکومت کے اکابرین بیٹھے ہیں وہ وزیراعظم صاحب تک یہ بات پہنچائیں کہ کم از کم کوئی سندھی Journalist چاہے وہ KTN کا ہو، سندھ نیوز کا ہو یا آواز ٹی وی کا ہو۔

جناب قائم مقام چیئرمین: ہر صوبے سے جانے چاہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: چاہے عبرت کا ہو، بیسیوں اخبارات اور چینل ہیں ان کی طرف بھی اگر توجہ دے سکیں تو مہربانی ہوگی۔ باقی جو علاقائی چینل ہیں میرا ان پر بھی کوئی گلہ نہیں ہوگا اگر ان کے لوگ بھی جائیں لیکن میں خاص طور پر آج کھڑا ہوں چونکہ میں سندھ کو represent کر رہا ہوں۔ سندھی اخبارات سندھ میں بہت زیادہ ہیں، ان کی بہت بڑی distributions ہے، بہت بڑا نیٹ ورک ہے۔ مہربانی کر کے نجم الدین صاحب سے میری گزارش ہے کہ وہ کابینہ میں میرا مسئلہ اٹھائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: سارے سوال for Friday defer کر دیئے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: شاید بعد میں موقع نہ ملے اس لیے مہربانی کرکے آپ نجم الدین صاحب کی ڈیوٹی لگائیں۔

جناب قائم مقام چیئرمین: نجم الدین صاحب پھر سچ بتا جائیں گے۔ ہمارے لحاظ سے وہ سب سے زیادہ سچ بولتے ہیں۔ رحمان ملک اور ان کا مقابلہ کرائیں آپ کو پتا چل جائے گا۔ ابھی House adjourn کرتے ہیں کل شام ساڑھے چار بجے تک اس کے بعد ابھی آپ نے دوستوں کے ساتھ نماز کے بعد banquet hall میں نشست کرنی ہے۔

(The House was then adjourned to meet again on Thursday, 5th August, 2010 at 4.30 p.m.)